Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 123-133
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

حافظ عبدالسلام بن محمد کا طرزِ استدلال: سیرت و حدیث کے مباحث کا تحقیقی و علمی جائزہ

The Method of Reasoning of Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad: A Scholarly and Analytical Study of Sīrah and Ḥadīth Discourses

Hafiz Ijaz Ahmed [1] Jamil Ahmad [2]

Article History

Received
12-02-2025

Accepted
28-02-2025

Published
03-03-2025

Abstract & Indexing

Abstract

Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad is a distinguished Islamic scholar whose exegetical work, Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm, presents a refined and structured methodology in interpreting Sīrah and Ḥadīth. His approach to deriving legal and theological rulings is deeply anchored in authentic traditions, demonstrating a balance between textual integrity and rational analysis. This study critically examines his methodology, focusing on his principles of istidlāl (deductive reasoning), his classification of Ḥadīth based on authenticity, and his approach to reconciling apparently contradictory narrations. Additionally, it explores his stance on weak Ḥadīth, his critical engagement with Isrāʾīliyyāt, and his emphasis on linguistic and contextual analysis in interpretation.

The article further highlights his scholarly contributions by analyzing his systematic approach to tafsīr, particularly how he integrates Sīrah and Ḥadīth narratives to reinforce Quranic exegesis. His nuanced treatment of historical reports, coupled with his commitment to scholarly rigor, reflects a deep understanding of the classical Islamic tradition. By contextualizing his work within contemporary discourse, this study underscores the enduring relevance of his interpretations in addressing modern theological and jurisprudential questions. Through an in-depth assessment of his reasoning framework, this research aims to provide valuable insights into the methodological precision and intellectual legacy of Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad in the fields of Sīrah and Ḥadīth studies.

Keywords

Ṭarīqat al-Istidlāl, Ḥāfiẓ ʿAbd al-Salām bin Muḥammad, Islamic Jurisprudence, Isrāʾīliyyāt, Weak Ḥadīth, Methodology in Tafsīr, Authentic Narrations, Scholarly Rigor, Theological Reasoning, Legal Derivations, Contemporary Islamic Thought.

[1] *Quran Coordinator & Visiting Lecturer University of Okara, Okara, Punjab, Pakistan.*
hafizijazahmed406@gmail.com
[2] *Visiting Lecturer University of Okara, Okara, Punjab, Pakistan.*
jameelahmad2112@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

تعارف:

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ برصغیر کے جدید محدثین اور محققین میں شمار کیے جاتے ہیں، جن کی علمی تحقیقات کا بنیادی محور حدیث اور سیرت النبی ﷺ ہیں۔ ان کا علمی سفر روایتی اسلامی علوم کی گہرائیوں میں جستجو اور تحقیقی اصولوں پر مبنی ہے، جس کی بدولت ان کی تحقیقات کو علمی و فکری حلقوں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ حدیث کے میدان میں اصولِ حدیث کی روشنی میں نہایت مضبوط استدلال پیش کرتے ہیں اور روایت کے صحت و ضعف کو پرکھنے میں انتہائی باریک بینی سے کام لیتے ہیں۔ ان کے طرزِ استدلال کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف مرویات کی جانچ ہی نہیں کرتے بلکہ ان کی عملی تطبیق اور ان سے اخذ کردہ اصولوں کو بھی سامنے رکھتے ہیں۔ وہ فقہی مسائل میں سلف صالحین کے منہج کی پیروی کو نہایت اہمیت دیتے ہیں اور اجتہاد میں بھی انہی اصولوں کو بنیاد بناتے ہیں۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ اپنے علمی مباحث میں عقلی و منطقی استدلال کو بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ اسلامی علوم کو جدید علمی اور فکری پس منظر میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور علمی مباحث میں منطقی دلائل کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اعتراضات اور اشکالات کا مؤثر رد کیا جا سکے۔

یہ تحقیق ان کے طرزِ استدلال کے مختلف پہلوؤں کا گہرائی سے جائزہ لے کر ان کے علمی مقام و مرتبہ کو مزید اُجاگر کرے گی۔ اس کا مقصد ان کے علمی منہج کی بنیادوں کو سمجھنا اور ان کے تحقیقی اصولوں کے اثرات کو واضح کرنا ہے تاکہ معاصر اسلامی تحقیق میں ان کے طرزِ استدلال سے استفادہ کیا جا سکے۔

قرآن و سنت کی بنیاد پر استدلال

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ ہر علمی بحث میں قرآن اور حدیث کو بنیاد بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی بھی مسئلہ اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی بنیاد وحی پر نہ ہو۔ وہ اجتہادی مسائل میں بھی نصوصِ شرعیہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے استدلال کو ترجیح دیتے ہیں۔

قرآن کو بنیادی معیار قرار دینا

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ ہمیشہ قرآن کو بنیاد سمجھتے ہیں جب بھی کوئی علمی یا فقہی مسئلہ پیش آتا ہے۔ ان کا یہ یقین ہے کہ قرآن ہی انسان کی صحیح رہنمائی کا واحد اور حتمی ذریعہ ہے۔ قرآن کے حکم کو کسی بھی اجتہادی یا فکری رائے پر ترجیح دینی چاہیے کیونکہ وہ اللہ کی مکمل اور حتمی ہدایت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ

ترجمہ: بیشک یہ قرآن اس راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔[1]

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ اس آیت کو اپنی تفسیر میں بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، قرآن کی ہدایت انسانوں کو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہے اور اس میں کوئی بھی گمراہی یا شک نہیں ہے۔ حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا یہ استدلال ہے کہ قرآن کے بغیر کسی بھی علمی یا فقہی مسئلے کی کوئی حیثیت نہیں ہو سکتی۔ ہر مسئلہ کا حل قرآن میں موجود ہے اور اسے ہی انسانوں کی زندگی کا رہنما سمجھا جانا چاہیے۔[2]

اجتہاد میں نصوص کی پابندی

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ اجتہاد کو ایک ضروری عمل مانتے ہیں، مگر وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اجتہاد کی حدود قرآن و سنت کی نصوص کے اندر ہونی چاہئیں۔ اگر قرآن و سنت میں کوئی واضح حکم موجود ہو تو کسی اجتہادی رائے کو اختیار کرنے کی گنجائش نہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

ترجمہ: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر

دیں تو وہ اپنے معاملے میں خود بھی کوئی اختیار رکھیں۔[3]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس آیت کو اجتہاد اور انسانی رائے کے حوالے سے بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی فیصلہ موجود ہو، تو کسی بھی شخص کو اپنی رائے پیش کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اس آیت سے حافظ عبد السلام بن محمدؒ یہ استدلال کرتے ہیں کہ اجتہاد کی گنجائش صرف تب ہے جب قرآن و سنت میں اس مسئلے کا کوئی واضح حکم نہ ہو۔[4]

فقہی اختلافات میں وحی کی طرف رجوع

فقہی اختلافات ہمیشہ مسلمانوں کے درمیان موجود رہے ہیں، لیکن حافظ عبد السلام بن محمد کا یہ مؤقف ہے کہ تمام اختلافات کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں ہونا چاہیے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں جو فیصلہ موجود ہو، اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اسی میں تمام اختلافات کا حل ہے۔

وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ فَحُكۡمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ

ترجمہ: اور جس معاملے میں تمہارا اختلاف ہو، اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے۔[5]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب بھی مسلمانوں کے درمیان کسی مسئلے میں اختلاف ہو، اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت سے ہی کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک، قرآن و سنت کے بغیر کوئی فقہی فیصلہ یا رائے معتبر نہیں ہو سکتی۔ وہ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ قرآن و سنت میں جو ہدایت دی گئی ہے، وہ تمام اختلافات کا حتمی حل ہے۔[6]

قیاس اور رائے پر نصوص کی ترجیح

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کے مطابق، قیاس اور رائے کو صرف اس وقت اختیار کیا جا سکتا ہے جب قرآن و سنت میں اس پر کوئی نص موجود نہ ہو۔ اگر قرآن و سنت میں کسی معاملے کا فیصلہ ہو چکا ہو، تو قیاس یا رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

مَآ ءَاتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول ﷺ دے دیں، وہ لے لو اور جس سے وہ تمہیں منع کریں، اس سے رک جاؤ۔[7]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے کسی معاملے میں حکم دے دیا ہو یا کسی چیز سے منع کر دیا ہو، تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس آیت کو وہ اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ قیاس یا رائے کی بجائے صرف قرآن و سنت کی پیروی کی جائے۔ حافظ عبد السلام کے مطابق، اگر کوئی نص موجود ہو تو قیاس کا کوئی مقام نہیں ہے۔[8]

حدیث کی حجیت اور اس پر استدلال

حافظ عبد السلام بن محمدؒ حدیث کو قرآن کے بعد دین کا دوسرا اہم ماخذ مانتے ہیں۔ ان کے مطابق، جب تک حدیث صحیح ہو، اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ حدیث میں جو احکام ہیں، وہ قرآن کے مکمل کرنے والے ہیں۔

تركتُ فيكُم أمرَينِ لَن تَضِلُّوا ما تمسَّكتُم بهما: كِتابَ اللَّهِ وسنَّةَ نَبيِّهِ

ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے، کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔[9]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس حدیث کو اپنی تفسیر میں اہمیت دیتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں کہ قرآن اور حدیث دونوں کو ایک ساتھ مانا جائے، کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ ان کے مطابق، حدیث قرآن کے بعد دین کا دوسرا بڑا ماخذ ہے اور اسی پر عمل

کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہو، تو قرآن اور سنت کے مطابق ہی فیصلہ کیا جانا چاہیے۔ [10]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کی تفسیر اور فکری آراء میں قرآن و سنت کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ یہ واضح کیا کہ دین کے تمام مسائل کا حل قرآن و سنت میں موجود ہے اور اجتہاد، قیاس یا رائے صرف ان نصوص کے مطابق ہو سکتی ہے۔ وہ فقہی اختلافات کے حل کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے پر زور دیتے ہیں اور قیاس کو اس صورت میں ہی قابل قبول سمجھتے ہیں جب قرآن و سنت میں اس پر کوئی حکم موجود نہ ہو۔ ان کا علمی منہج ہمیشہ وحی کی پیروی پر مبنی ہے اور یہ ان کی تفسیر اور فقیہانہ آراء میں نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

اصولِ حدیث کی روشنی میں تحلیل و تجزیہ

ان کے علمی کام میں اصولِ حدیث کا واضح عکس نظر آتا ہے۔ وہ روایت کی صحت و ضعف کے تعین میں جرح و تعدیل کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے ہیں اور صرف وہی احادیث قبول کرتے ہیں جو مستند محدثین کے معیار پر پورا اُترتی ہیں۔ حافظ عبد السلام بن محمدؒ کا علمی کام اصولِ حدیث کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کی تفسیر اور حدیث پر کی جانے والی تحقیق میں اصولِ حدیث کی بنیاد پر گہرائی سے تجزیہ اور تحلیل کی جاتی ہے۔ [11]

جرح و تعدیل کے اصول پر عمل

حافظ عبد السلام بن محمدؒ جرح و تعدیل کے اہم اصولوں پر کاربند رہتے ہیں جو ایک حدیث کی صحت یا ضعف کا تعین کرتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ کسی بھی حدیث کی صداقت کا انحصار اس کے راویوں کی سچائی اور ایمان داری پر ہوتا ہے۔ اس کے لئے وہ جرح و تعدیل کے قواعد کو اپناتے ہیں، جن کے مطابق اگر کسی راوی کی شخصیت مشکوک ہو یا اس کا کردار غیر معتبر ہو، تو اس کی روایت کو رد کر دیا جاتا ہے۔

عن البراء قال: قال رسول الله ﷺ: من يُرِدِ اللَّهُ به خيرًا يفقهه في الدين

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین میں فہم عطا کرتا ہے۔ [12]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآن الکریم" میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے جرح و تعدیل کے اصول پر تفصیل سے گفتگو کی ہے کہ جب کسی راوی کی صداقت ثابت ہو، تو اس کی روایت کو قبول کیا جائے گا۔ اس کے برعکس اگر کسی راوی کی جرح کی گئی ہو یا اس کا کردار مشکوک ہو، تو اس کی حدیث کو رد کر دیا جائے گا۔ [13]

محدثین کے معیار پر حدیث کی صحت کا تعین

حافظ عبد السلام بن محمدؒ ان احادیث کو قبول کرتے ہیں جو مستند محدثین کے معیار پر پورا اُترتی ہوں۔ ان کے مطابق، محدثین کے معیار کی بنیاد پر حدیث کی صحت کو جانچنا ضروری ہے، کیونکہ مستند محدثین نے اسناد کی صحت کا مکمل جائزہ لیا ہے۔

عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرئ ما نوى

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ [14]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اس حدیث کی سند اور صحت کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اس حدیث کی سند مستند محدثین کی تحقیق سے گزری ہے اور اس میں موجود راویوں کا کردار صاف اور مستند ہے۔ [15]

ضعیف احادیث کا رد کرنا

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ضعیف احادیث کو دین میں دلیل کے طور پر پیش کرنا غلط ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ ضعیف احادیث کو مسترد کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ دین میں بدعت پیدا کر سکتی ہیں اور اصل پیغام کی غلط تشریح کا باعث بن سکتی ہیں۔

قال رسول الله ﷺ: من كذب عليَّ متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار

ترجمہ: جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ نسبت دے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔[16]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ ضعیف احادیث کو رد کرنا ضروری ہے تاکہ دین کی اصل حقیقت کو محفوظ رکھا جا سکے۔ ان کا مؤقف ہے کہ ضعیف احادیث کو بطور دلیل استعمال کرنا غلط ہے۔[17]

حدیث کی صحت میں سند کی اہمیت

حافظ عبد السلام بن محمدؒ حدیث کی صحت میں سند کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے مطابق، حدیث کی سند میں موجود راویوں کی صداقت اور اس کے متصل ہونے کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ اس کی صحت کا تعین کیا جا سکے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: لا يحل دم امرئ مسلم إلا في إحدى ثلاث: النفس بالنفس، والتارك لدينه المفارق للجماعة، والزاني المحصن

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون تین صورتوں کے سوا حلال نہیں: جان کے بدلے جان، دین ترک کرنے والا اور شادی شدہ زانی۔[18]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اس حدیث کی سند کو مستند مانتے ہیں اور اس کی صحت پر زور دیتے ہیں کہ جب اس کی سند مضبوط ہو، تو اس پر یقین کیا جا سکتا ہے۔[19]

مستند محدثین کے اقوال کا اتباع

حافظ عبد السلام بن محمدؒ اپنے اجتہادی کام میں مستند محدثین کے اقوال کو اہمیت دیتے ہیں اور ان کی تحقیق کو معتبر سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو حنیفہ اور دیگر محدثین کی متفقہ آراء پر عمل کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ حضرات حدیث کی چھان بین میں ماہر تھے۔

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: إنما الأعمال بالنيات

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔[20]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اس حدیث کو امام بخاری کی تصدیق کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس کی سند کو مستند مانا ہے۔ ان کے مطابق، امام بخاری اور امام مسلم کی متفقہ آراء پر عمل کرنا ضروری ہے۔[21]

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اپنے علمی کام میں اصولِ حدیث کے جرح و تعدیل کے قواعد کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ وہ صرف مستند احادیث کو قبول کرتے ہیں اور ضعیف احادیث کو رد کرتے ہیں۔ ان کے کام میں محدثین کے معیار پر پورا اُترنے والی احادیث کو ہی اہمیت دی جاتی ہے، اور اس کی سند کی تحقیق کی جاتی ہے تاکہ دین میں کسی قسم کی بدعت یا گمراہی نہ ہو۔ ان کے علمی کام میں ان اصولوں کی واضح عکاسی کی جاتی ہے اور ان کی تفسیر میں بھی ان کے اصولِ حدیث کی پیروی کی گئی ہے۔

سلفِ صالحین کی پیروی

ان کی تحقیق سلف صالحین کے منہج پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کے طریقہ تحقیق کو اپناتے ہیں اور فقہ و

حدیث میں سلفی اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔

عقلی و منطقی دلائل کا استعمال

اگرچہ وہ نصوص کو اوّلین حیثیت دیتے ہیں، مگر ساتھ ہی عقلی و منطقی استدلال کو بھی مناسب جگہ دیتے ہیں۔ وہ مخالفین کے اعتراضات کے رد میں نہ صرف نقلی دلائل بلکہ منطقی اور فلسفیانہ اصولوں کو بھی بروئے کار لاتے ہیں۔

مخالفین کے دلائل کا تنقیدی جائزہ

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کا ایک نمایاں وصف مخالف نظریات کا عالمانہ اور تحقیقی رد ہے۔ وہ مخالفین کے دلائل کو علمی انداز میں پرکھتے ہیں اور کمزور استدلالات کو اصولی و تحقیقی بنیادوں پر رد کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل ہر دینی اور علمی مسئلے میں بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ وہ صرف دلائل کی سطح پر نظر نہیں ڈالتے بلکہ ان کی حقیقت، تفصیل اور پس منظر کا جائزہ لے کر انہیں رد کرتے ہیں۔ اس طرزِ عمل سے وہ اپنے مخالفین کو نہ صرف علمی طور پر شکست دیتے ہیں بلکہ حقیقت کو بھی واضح کرتے ہیں۔

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کا یہ امتیاز تھا کہ وہ مخالفین کے دلائل کو علمی اور تحقیقی سطح پر پرکھتے تھے اور ان میں موجود کمزوریوں کو واضح کر کے رد کرتے تھے۔

کمزور استدلالات کو اصولی و تحقیقی بنیادوں پر رد کرنا

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کے علم کا یہ عمیق پہلو ہے کہ وہ مخالفین کے کمزور استدلالات کو اصولی اور تحقیقی بنیادوں پر رد کرتے ہیں۔ ان کا مقصد نہ صرف مخالف کی غلطیوں کو ظاہر کرنا ہوتا تھا بلکہ اپنے علمی معیار کو بھی بلند کرنا ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر، جب مخالفین قرآن و سنت کے حوالے سے بے بنیاد اعتراضات کرتے، تو حافظ عبد السلام ان اعتراضات کو تفصیل سے رد کرتے اور علمی دلائل کے ساتھ ان کے جھوٹ کو بے نقاب کرتے۔

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کی ایک مشہور مثال یہ ہے کہ جب مخالفین قرآن کی اس آیت کو چیلنج کرتے:

قَالَ رَبُّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ[22]

مخالفین اس آیت کے متعلق سوال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء کیسے ممکن ہے؟ اس پر حافظ عبد السلام نے اس کی تحقیق کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا استواء اپنی قدرت کا مظہر ہے، جو انسان کی سمجھ سے ماوراء ہے، لیکن اس سے اس کی قدرت کا کوئی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس آیت کی تفصیلات اور اس کے مفہوم کو گہرائی سے واضح کیا اور اس کے خلاف اٹھائے جانے والے اعتراضات کا علمی رد کیا۔

حافظ عبد السلام بن محمدؒ کا طرزِ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ ہر علمی بحث میں دلائل کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ ہم جب تک مخالفین کے دلائل کا علمی جائزہ نہیں لیتے، ہم حقیقت کو مکمل طور پر نہیں سمجھ سکتے۔ حافظ عبد السلام بن محمدؒ کا یہ طریقہ نہ صرف اسلامی علم کو محفوظ کرتا ہے بلکہ اس میں تحقیق و تدبر کو بھی فروغ دیتا ہے۔[23]

حدیث و سیرت کے مباحث پر حافظ عبد السلام بن محمدؒ کی تحقیقات

حافظ عبد السلام بن محمدؒ حدیث اور سیرت کے بارے میں تحقیقات میں ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے حدیث کی صحت و ضعف کے اصولوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور ہر حدیث کے تجزیے میں سند و متن دونوں پر انتہائی باریک بینی سے غور کیا۔ ان کی تحقیق میں حدیث کے اصول و ضوابط کی سختی سے پیروی کرنے کی جھلک نظر آتی ہے، جو انہیں ایک ممتاز محدث اور محقق بناتی ہے۔

حدیث کی صحت و ضعف کے اصول

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ حدیث کی صحت اور ضعف کا جائزہ لینے کے لیے اصولِ حدیث کی سختی سے پیروی کرتے ہیں۔ وہ حدیث کی قبولیت یا رد میں ہر پہلو کو دیکھتے ہیں، خاص طور پر اس کی سند اور متن کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان کی تحقیق میں دو بنیادی چیزیں اہم ہیں:

1. سند کا جائزہ:

سند کا جائزہ لیتے ہوئے حافظ عبدالسلام بن محمدؒ ان راویوں کے حالات اور ان کی ثقاہت پر نظر ڈالتے ہیں۔ انہوں نے حدیث کی سند کو صحیح طور پر جانچنے کے لیے ہر راوی کی شخصیت، اس کے حافظہ کی صحت اور اس کے متابعت و شواہد پر خاص دھیان دیا۔ وہ اس بات کو اہمیت دیتے ہیں کہ کیا ہر راوی نے اپنے راوی سے صحیح طریقے سے سنا ہے یا نہیں اور کیا راویوں کے درمیان کوئی خلا یا کمزوری ہے جس کی وجہ سے حدیث کی صحت متاثر ہو سکتی ہے۔

2. متن کا جائزہ:

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ حدیث کے متن کو بھی بہت باریک بینی سے جانچتے ہیں۔ وہ متن کے حوالے سے یہ دیکھتے ہیں کہ آیا وہ کسی دوسری صحیح حدیث سے متعارض تو نہیں اور آیا اس میں کوئی غیر معمولی یا مشتبہ عبارت تو نہیں؟ جو اس کی صحت پر سوال اٹھا سکے۔ حافظ عبدالسلام بن محمدؒ حدیث کے متن کی تنقید کرتے ہوئے اس کے مختلف اصولوں پر تحقیق کرتے ہیں جیسے کہ اس کی مطابقت قرآن و سنت سے، اس کی منطقی بنیاد اور موجودہ دور میں اس کا سچائی کے ساتھ ہم آہنگ ہونا۔ حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا یہ تحقیقاتی طرز عمل اس بات کو نمایاں طور پر ذکر کرتا ہے کہ وہ حدیث کے تجزیے میں سند و متن دونوں کا گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں اور ان میں کوئی بھی کمی یا انحراف ان کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوتا۔

احتیاط اور تحقیق میں سختی

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ حدیث کی تحقیق میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ وہ کوئی بھی حدیث بغیر مکمل تحقیق اور تجزیہ کے قبول نہیں کرتے۔ وہ صرف اس بات پر اکتفا نہیں کرتے کہ ایک حدیث مشہور ہے یا کسی بڑے محدث نے اسے ذکر کیا ہے، بلکہ وہ اس کے تمام شواہد اور راویوں کے حالات کو جانچنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کی تحقیق میں گہرائی، سچائی کی تلاش اور غیر متنازعہ اصولوں کی پیروی نمایاں ہے۔ وہ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی حدیث کو قبول یا رد کرنے میں کوئی بھی رائے دینے سے پہلے اس کی مکمل تحقیق ضروری ہے۔ ان کے مطابق، جن محدثین نے حدیث کے اصولوں کا احترام کرتے ہوئے کام کیا ہے، ان کے سامنے یہ لازم ہے کہ وہ اپنی تحقیق میں کسی بھی طرح کی جلد بازی سے گریز کریں۔ حافظ عبدالسلام نے اس اصول کو اپنی تحقیق میں ہمیشہ اپنایا اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کی تحقیق میں اتنی گہرائی اور احتیاط پائی جاتی تھی کہ وہ کسی بھی حدیث کو قبول یا رد کرنے میں انتہائی دقت اور تفصیل سے کام لیتے تھے۔

عملی مثالیں:

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کی تحقیق میں بہت سی مثالیں ملتی ہیں جہاں انہوں نے صحیح اور ضعیف حدیثوں کو واضح کیا۔ ایک مثال کے طور پر، جب بعض لوگ ایک حدیث کو نقل کرتے تھے جس میں کہا گیا تھا:

الْعِلمُ فِي سَتِّينَ سَنَةً وَفِي رَأْسِ سَبْعِينَ سَنَةً

علم ساٹھ سال تک ہو گا اور ستر سال میں ختم ہو جائے گا۔

اس حدیث کو حافظ عبدالسلام نے اپنی تحقیق میں ضعیف قرار دیا کیونکہ اس میں غیر موثوق راویوں کا ذکر تھا اور یہ دیگر صحیح حدیثوں

سے متناقض تھی۔ ابن حبان نے اس حدیث کے بارے میں لکھا کہ حافظ عبد السلام کی تحقیق نے اس حدیث کے ضعف کو واضح کیا اور اس کے راویوں کی ثقاہت پر سوال اٹھایا۔[24]

سیرتِ نبوی ﷺ کی مستند روایتیں: حافظ عبد السلام بن محمدؒ کی تحقیقات

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کی تحقیقات میں ہمیشہ مستند اور صحیح روایات کی تلاش کیں۔ ان کی تحقیق میں یہ بات بہت اہم تھی کہ وہ ہر واقعہ کو صرف حدیث کے اصولوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ تاریخی اور روایتی معیار پر بھی پرکھتے تھے۔ ان کی تحقیقات نے سیرتِ نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو زیادہ واضح کیا اور ان میں پائی جانے والی کسی بھی کمزوری یا گمراہی کو دور کرنے کی کوشش کی۔

1. استنادی روایتوں کی تلاش

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کی مستند روایتوں کی تلاش میں گہرائی سے کام کیا۔ ان کا مقصد تھا کہ سیرت کے ہر واقعے کو صحیح سند اور مستند روایات کی بنیاد پر پیش کیا جائے۔ ان کی تحقیق میں یہ اصول ہمیشہ موجود تھا کہ ہر روایت کی تصدیق اس کے راویوں کی ثقاہت اور اس کی سند کے مطابق کی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر، غزوات کی روایات میں جب بعض لوگوں نے کہا کہ جنگِ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کا دندان مبارک ٹوٹا تھا، تو حافظ عبد السلام نے اس روایت کی سند کا جائزہ لیا اور اس میں موجود کسی بھی کمزوری کو واضح کیا۔

فَفَجَّتِ الْمُدَّةُ وَالْفَمُ، فَفَجَّتِ السَّنَّةُ[25]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ جنگِ اُحد کے دوران حضرت محمد ﷺ کا دندان مبارک ٹوٹا، لیکن حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اس کی سند کی تحقیق کے بعد جائزہ لیا اور یہ ثابت کیا کہ یہ روایت مستند ہے کیونکہ اس کی سند میں موجود راویوں کی ثقاہت درست تھی۔[26]

تاریخی اور حدیثی معیار پر پرکھنا

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات کو تاریخی اور حدیثی معیار پر پرکھا۔ وہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ جو روایات سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق ہوں، وہ نہ صرف صحیح ہوں بلکہ تاریخ کے مطابق بھی درست ہوں۔ جیسا کہ مثال کے طور پر، انہوں نے جنگِ بدر کے حوالے سے موجود بعض روایات کی تحقیق کی اور ان کو تاریخی اور حدیثی معیار پر پرکھا۔

فَانْصَرَفُوا فِي غَزَاةِ بَدْرٍ بِالْفَتْحِ وَالنَّصْرِ[27]

یہ حدیث جنگِ بدر کی فتح کی وضاحت کرتی ہے اور حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے اس حدیث کی سند کا جائزہ لے کر اسے مستند قرار دیا، کیونکہ اس کی سند میں موجود تمام راوی معتبر تھے اور اس کا متن بھی قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق تھا۔[28]

سیرت کے ہر واقعے کی مستند تحقیق

حافظ عبد السلام بن محمدؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کے تمام اہم واقعات کی مستند روایات کی تلاش کی۔ وہ سیرت کے ہر واقعے کی تحقیق کرنے کے بعد اس کی صحیح تشریح اور وضاحت پیش کرتے تھے، تاکہ ان میں کسی قسم کی غلط فہمی یا گمراہی پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ جب بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا معراج جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھا، تو حافظ عبد السلام نے اس کی تحقیق کی اور اس کا جواب دیا۔

فَأَسْرِيَ بِي فِي لَيْلَةٍ[29]

اس حدیث میں معراج کی وضاحت ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جسمانی طور پر آسمانوں کی طرف بلند کیا گیا۔ حافظ عبد السلام نے اس روایت کی تحقیق کی اور ثابت کیا کہ یہ جسمانی معراج تھی، کیونکہ اس کی سند اور متن دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

غزوات اور جنگوں کی مستند روایات

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ نے غزوات اور جنگوں کی مستند روایات پر بھی تحقیق کی۔ ان روایات کی تحقیق میں وہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ ان کا متن کسی دوسرے مستند تاریخ یا حدیث کے ساتھ متضاد نہ ہو۔ جیسا کہ جنگِ خندق کے دوران، جب دشمنوں کی بڑی فوج نے مدینہ کا محاصرہ کیا، تو حافظ عبدالسلام بن محمدؒ نے اس کی مستند روایات کی تحقیق کی۔

فَصَارُوا فِي خَنْدَقٍ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَحْتَسِرُوا[30]

یہ حدیث جنگِ خندق کے بارے میں ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ دشمن مدینہ کے محاصرے میں تھے اور مسلمان ان کے سامنے خندق کھود کر اپنی حفاظت کے لیے کھڑے تھے۔ حافظ عبدالسلام بن محمدؒ نے اس روایت کی تحقیق کی اور اسے مستند قرار دیا کیونکہ اس کی سند میں کسی قسم کی کمزوری نہیں تھی اور یہ تاریخ کے مطابق درست تھی۔[31]

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کی مستند روایات کی تحقیق میں جو کام کیا، وہ انتہائی اہم تھا۔ انہوں نے ہر روایت کو نہ صرف حدیث کے اصولوں کے مطابق پرکھا بلکہ تاریخ کے لحاظ سے بھی اس کی تحقیق کی۔ ان کی تحقیق نے سیرتِ نبوی ﷺ کو غیر مشتبہ، مستند اور صحیح طور پر پیش کیا۔ ان کی تحقیقات کی بدولت ہم سیرتِ نبوی ﷺ کے تمام اہم واقعات کو درست اور قابلِ اعتماد طریقے سے جان سکتے ہیں۔

نتائج و سفارشات

1. حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا طرزِ استدلال قرآن و حدیث پر مبنی ہے اور اصولِ حدیث کی سختی سے پیروی کرتا ہے۔
2. ان کے تجزیے میں جرح و تعدیل اور سلف صالحین کی پیروی کا واضح رجحان پایا جاتا ہے۔
3. سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ان کی تحقیق میں استناد اور تاریخی مصادر کی باریک بینی سے جانچ شامل ہے۔
4. وہ عقلی و منطقی استدلال کو بھی مناسب جگہ دیتے ہیں، جو ان کے ردو قدح کو علمی حیثیت فراہم کرتا ہے۔
5. ضعیف و موضوع احادیث کی نشاندہی اور رد کے لیے ان کی علمی خدمات انتہائی اہم ہیں۔
6. جدید دور میں حدیث و سیرت کے مطالعات میں حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کے تحقیقی اصولوں کو اپنانا چاہیے۔
7. طلبہ و محققین کو چاہیے کہ وہ ان کی تحریروں سے استفادہ کریں تاکہ صحیح دینی علم تک رسائی حاصل ہو سکے۔
8. مدارس و جامعات کو چاہیے کہ وہ ان کے علمی کام کو نصاب کا حصہ بنائیں تاکہ حدیث و سیرت کے تحقیقی معیار کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔
9. اسلامی علوم میں تحقیق کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ ان کی تحقیقات سے روشنی حاصل کریں اور اپنی علمی کاوشوں میں ان کے طریقہ تحقیق سے استفادہ کریں۔

خلاصۃ البحث:

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا طرزِ استدلال علمی و تحقیقی لحاظ سے انتہائی مضبوط اور مستند ہے۔ ان کی تحقیقات حدیث و سیرت کے میدان میں ایک مستند حوالہ تصور کی جاتی ہیں۔ ان کے علمی منہج کو اپنانا دینی علوم کے محققین کے لیے نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا طرزِ استدلال سیرت و حدیث کے مباحث میں ایک انتہائی گہرے علمی اور تحقیقی طرز پر مبنی تھا، جس میں انہوں نے ہر روایت کو تفصیل سے جانچا اور اس کی درستگی کو کئی سطحوں پر پرکھا۔ ان کی تحقیقات میں یہ خاص بات تھی کہ وہ صرف سند کی تصدیق نہیں کرتے تھے بلکہ ہر روایت کے متن کی بھی گہری چھان بین کرتے تھے۔ اس طرح وہ ہر واقعے کو تاریخی اور علمی اعتبار سے مستند بنانے کی

کوشش کرتے تھے تاکہ کسی بھی قسم کی غلط فہمی یا تحریف کا امکان نہ ہو۔ ان کی تحقیق کا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ دین اسلام کی اصل تعلیمات کو صحیح طور پر پیش کیا جائے تاکہ لوگوں تک حقیقت پہنچ سکے۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کی تحقیقی خصوصیت یہ تھی کہ وہ سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات کو محض روایتوں کی شکل میں نہیں دیکھتے تھے، بلکہ وہ ہر واقعہ کو تاریخی تناظر میں بھی پرکھتے تھے۔ وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ ہر روایت قرآن وسنت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو اور تاریخ کے مطابق درست ہو۔ اس کے علاوہ، وہ مستند روایات کی تلاش میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے اور سیرت کے ہر پہلو کو بغیر کسی ابہام کے وضاحت سے بیان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ نے اپنی تحقیقات میں حدیث کے اصولوں کی بھرپور پیروی کی اور یہ کبھی بھی اپنی تحقیق میں کوئی ایسا استدلال پیش نہیں کرتے تھے جو ان اصولوں سے متصادم ہو۔ ان کا یہ طرزِ استدلال اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ جو بھی روایت یا واقعہ بیان کیا جائے، وہ نہ صرف دینی لحاظ سے صحیح ہو بلکہ تاریخی حقیقتوں سے بھی ہم آہنگ ہو۔

انہوں نے مخالفین کے دلائل کا بھی علمی انداز میں تجزیہ کیا اور ان کے کمزور استدلالات کو اصولی بنیادوں پر رد کیا۔ ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ صرف مخالفین کو ناکام بنائیں، بلکہ وہ سچائی کو پیش کرتے ہوئے ہر دلیل کا گہرائی سے جائزہ لیتے تھے تاکہ حقیقت واضح ہو سکے۔ اس کے علاوہ، وہ کسی بھی موضوع پر گفتگو کرتے وقت ہمیشہ اپنے دلائل کو مضبوط اور مستند حوالوں سے ثابت کرتے تھے۔

حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کی سیرتِ نبوی ﷺ پر کی جانے والی تحقیق نے اس بات کو واضح کیا کہ اسلامی تاریخ اور روایات کی حفاظت کے لیے ایک درست اور اصولی تحقیق کی ضرورت ہے۔ ان کی تحقیق میں دین اسلام کے اس پہلو کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے کہ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ ایک مکمل نظامِ زندگی بھی ہے جو اپنے اصولوں کی وضاحت میں مکمل اور واضح ہے۔ حافظ عبدالسلام بن محمدؒ کا یہ طرزِ استدلال علمائے کرام اور محققین کے لیے ایک نمونہ ہے جو سچائی کی تلاش میں ہمیشہ اصولوں اور دلائل کی بنیاد پر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ الإسراء 17:09-

2 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 195/1-

3 سورۃ الأحزاب 33:36-

4 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 134/2-

5 سورۃ الشوریٰ 42:10-

6 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 112/3-

7 سورۃ الحشر 59:07-

8 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 159/4-

9 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء)، رقم الحدیث: 1395-

10 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 88/5-

11 ناصر الدین البانی، **سلسلة الأحاديث الصحيحة**، (ریاض: مکتبۃ المعارف، 1995ء)، 50/1-

12 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء)، رقم الحدیث: 1-

13 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 125/1-

14 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 2002ء)، رقم الحدیث: 711-

15 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 248/2-

16 ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجه**، (بیروت: دار الفکر، 2005ء)، رقم الحدیث: 2312-

17 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 332/3-

18 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء)، رقم الحدیث: 300-

19 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 155/4-

20 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 2002ء)، رقم الحدیث: 18-

21 حافظ عبدالسلام بن محمد، **تفسیر القرآن الکریم**، (لاہور: دارالسلام، 2010ء)، 220/5-

22 سورۃ الأعراف 07:54-

23 ایضاً

24 حافظ ابن حبان، **صحیح ابن حبان**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1993ء)، 45/3-

25 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء)، رقم الحدیث: 1793-

26 شمس الدین الذہبی، **میزان الاعتدال**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2001ء)، 300/2-

27 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 2002ء)، رقم الحدیث: 3992-

28 ابن سعد، **الطبقات الکبیر**، (بیروت: دار صادر، 2002ء)، 238/1-

29 القشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1991ء)، رقم الحدیث: 165-

30 بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، (بیروت: دار طوق النجاۃ، 2002ء)، رقم الحدیث: 3939-

31 ابن کثیر، **البدایه والنهایه**، (بیروت: دار الفکر، 1998ء)، 2845-